Pathway to Ilm | Islamic Lifestyle & Motivation
PATHWAY TO ILM

ماہانہ نیوز لیٹر

شمارہ نمبر 10 | شوال 1446 / اپریل 2025

ہمارا نواں نیوز لیٹر!

ماہ شوال میں روزہ رکھنے کی فضیلت

شوال حج کے تین مقدس مہینوں میں سب سے پہلا مہینہ ہے، اور اسی مہینے سے حج کا موسم شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن آتے ہیں۔ اگرچہ حقیقی عبادات جیسے طواف اور رمی وغیرہ ذوالحجہ میں کی جاتی ہیں، مگر طواف القدوم اور سعی جیسے اہم اعمال شوال سے ہی شروع ہوتے ہیں۔ شوال سے پہلے کیا جانے والا عمرہ حج تمتع کا حصہ نہیں ہوتا، لیکن شوال میں کیا جانے والا عمرہ حج تمتع کا حصہ بن سکتا ہے۔ شوال میں حج کے لیے احرام باندھنا تو جائز ہے، مگر یہ عمل پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا۔ یوں شوال دراصل حج کے موسم کا آغاز ہے۔

شوال کے مہینے کی ایک اور عظیم فضیلت یہ ہے کہ اس میں چھ دن کے روزے رکھنے پر ایک مکمل سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ رمضان المبارک کے روزوں کے بعد جو شخص اس مہینے میں چھ روزے رکھے گا، گویا اس نے ہمیشہ کے روزے رکھے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ"

"جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے، اس کے لیے گویا اس نے مسلسل روزے رکھے۔" (صحیح مسلم: 1164a)

یہ حدیث شوال میں چھ روزے رکھنے کے بے پناہ ثواب کو بیان کرتی ہے۔ علما کا کہنا ہے کہ شریعت کے اصولوں کے مطابق ہر نیک عمل کا ثواب دس گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس حساب سے رمضان کے 30 روزوں کا ثواب 300 دنوں کے روزوں کے برابر ہوتا ہے۔ جب ان میں چھ مزید روزے شامل کیے جاتے ہیں، تو ان کا ثواب 60 دنوں کے برابر ہوتا ہے، اور یوں مجموعی طور پر 360 دنوں کا ثواب ملتا ہے، جو کہ اسلامی قمری سال کے دنوں کی تعداد کے برابر ہے۔

اس بڑے انعام کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ شوال کے ان چھ روزوں کو رکھنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے اتنے بڑے انعام کا حق دار بنیں۔ بعض بعض علماء کے نزدیک شوال کے چھ روزے مسلسل رکھنا مستحب ہے، جبکہ کچھ علماء کے نزدیک انہیں علیحدہ علیحدہ دنوں میں رکھنا بھی جائز ہے۔ تاہم، یہ ضروری ہے کہ یہ روزے شوال کی دوسری تاریخ سے شروع ہوں، کیونکہ عید کے دن (شوال کی پہلی تاریخ) روزہ رکھنا حرام ہے۔

یاد رکھیں کہ بہتر یہ ہے کہ رمضان کے فوت شدہ روزے شوال کے چھ روزوں سے پہلے مکمل کیے جائیں، کیونکہ قضا روزے فرض ہیں اور مستحب اعمال سے پہلے ہیں۔ اگرچہ قضا روزے پہلے ادا کرنا افضل ہے، لیکن اگر شوال کے روزے پہلے رکھے جائیں تو وہ بھی جائز ہیں۔ مزید برآں، قضا روزے اور شوال کے چھ روزے علیحدہ علیحدہ رکھنا ضروری ہے۔

مراجع: 1. مفتی محمد تقی عثمانی، اسلامی مہینے (صفحہ 119-128)
2. مفتی عبدالوہاب حسن، اسلامی مہینوں سے متعلق مسائل اور احکام (صفحہ 190-201)

جنت میں داخل ہونے کے 100 راستے

46	47	48	49	50
کسی کی دو یا تین بیٹیاں ہوں، ان کی عمدہ کفالت کی ہو اور رحم کا معاملہ کیا ہو	تواضع اختیار کرنے والا	توبہ کرنے والا	صلہ رحمی کرنے والا	خشیت الٰہی رکھنے والا

حوالہ: جنت کے سو راستے از ڈاکٹر شبیر احمد

نبوت کا سورج جبلِ فاران پر

اپنے معمول کے مطابق چالیس برس کی عمر میں حضرت محمد ﷺ غارِ حرا میں خلوت میں محو تھے۔ اچانک ایک عظیم فرشتہ آپ کے سامنے جلوہ گر ہوا۔ اس نے آپ ﷺ کو سلام پیش کیا اور حکم دیا: "پڑھ!" حضرت ﷺ نے جواب دیا: "میں نہیں پڑھ سکتا۔" پھر آپ ﷺ خود بیان کرتے ہیں کہ اس فرشتہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے زور سے گلے لگایا کہ گویا ایک طاقتور دباؤ آپ پر ڈالا گیا۔ یہ تین مرتبہ دہرایا گیا، پھر فرشتہ نے قرآن کی پہلی آیات کا نزول کیا:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے جمے سے پیدا کیا۔ پڑھ! اور تیرا رب سب سے زیادہ کرم فرمانے والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی، انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتے ہیں۔ (سورۃ العلق: 1-5)

اس غیر معمولی اور روحانی طور پر لرزہ خیز تجربے سے ہراساں، حضرت ﷺ واپس اپنے گھر پہنچے اور اپنی بیوی حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سے درخواست کی کہ مجھے ڈھانپ دو۔ جب آپ ﷺ کا دل تسلی پا گیا، تو آپ نے سارا واقعہ انہیں سنایا اور اپنے دل میں اُٹھنے والے خوف و اضطراب کا ذکر کیا۔ حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے نہایت سکون سے انہیں تسلی دی اور فرمایا:

"اللہ کی قسم! وہ آپ کو کبھی ذلیل نہیں کرے گا۔ آپ ہمیشہ رشتہ داریوں کو مضبوط رکھتے ہیں، سچ بولتے ہیں، یتیموں اور غریبوں کی مدد کرتے ہیں، اور ہر نیک کام میں شریک رہتے ہیں۔ ایسی عظیم انسانیت کے حامل شخص کو کبھی تنہا نہیں چھوڑا جا سکتا۔"

حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے حضرت محمد ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک عظیم نشانی ہے اور آپ ﷺ کو اس امت کے لیے پیغمبر منتخب کیا گیا ہے۔ اس پر حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے حضرت ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی، ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں۔ ورقہ ایک عالم تھے اور ان کا تعلق پچھلی آسمانی کتابوں سے تھا۔ جب ورقہ نے حضرت ﷺ سے اس واقعے کی تفصیل سنی، تو فوراً سمجھ گئے کہ وہی فرشتہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا، حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ ورقہ نے حضرت ﷺ کو خبردار کیا کہ آپ کی قوم آپ کے خلاف ہو گی اور آپ کو نکال دے گی، جیسے پچھلے پیغمبروں کے ساتھ ہوا تھا۔ حضرت ﷺ نے سوال کیا: "کیا وہ مجھے واقعی نکال دیں گے؟" ورقہ نے کہا کہ ہر پیغمبر جس نے اللہ کا پیغام پہنچایا، اس کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، مگر اگر وہ اس وقت تک زندہ رہے تو وہ آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیں گے۔ تھوڑے ہی عرصے بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت ﷺ، ابھی بھی اس عظیم وحی کے اثرات سے متزلزل تھے اور اکثر اس تجربے پر غور کرتے رہتے تھے۔ ایسے وقتوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آکر آپ ﷺ کو تسلی دیتے اور فرماتے: "اے محمد ﷺ! تم اللہ کے سچے پیغمبر ہو۔"

ایک بار حضرت خدیجہ نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ اگر ممکن ہو تو جس وقت وہ ناموس آپ کے پاس آئے تو مجھ کو ضرور مطلع فرمائیں، چنانچہ جبرئیل امین جب آپ کے پاس آئے حسب وعدہ آپ نے حضرت خدیجہ کو اطلاع دی۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا کہ آپ میری آغوش میں آجائیں۔ جب آپ حضرت خدیجہ کی آغوش میں آگئے تو حضرت خدیجہ نے اپنا سر کھول دیا اور آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ اس وقت بھی جبرئیل کو دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں حضرت خدیجہ نے فرمایا آپ کو بشارت ہو۔ خدا کی قسم یہ فرشتہ ہے۔

یوں حضرت محمد ﷺ نے اللہ کے پیغمبر ہونے کا بھرپور یقین کے ساتھ عہد کیا، اور یہ وحی کا آغاز تھا، جو آپ ﷺ کی انسانیت کی رہنمائی کے لیے نبوت کے مشن کا آغاز تھا۔

حوالہ: محمد ادریس کاندھلوی، سیرت المصطفیٰ (صفحہ: 41-44)

حدیث

«مَا مِنْ خَارِجٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ إِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا بِمَا يَصْنَعُ»

"جو شخص بھی علم کی طلب میں اپنے گھر سے نکلتا ہے، فرشتے اس کی قدر کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے پروں کو (رحمت کے طور پر) پھیلا دیتے ہیں"۔ (سنن ابن ماجہ: 226)

چاند کو موٹا اور بڑا دیکھ کر کہنا کہ یہ دوسرے یا تیسرے دن کا ہے

انتہائی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج کل پڑھے لکھے لوگ جب جاہلانہ باتیں کرتے ہیں کہ دیکھو چاند کتنا موٹا اور بڑا ہے اور یہ چاند دوسرے یا تیسرے دن کا ہے، نہ انہیں حدیث شریف کا پتہ اور نہ سائنس کا پتہ، خود گنہگار ہو رہے ہیں اور دوسروں کا گنہگار کر رہے ہیں۔

حدیث شریف میں چالیس سے زائد احادیث ہیں کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔ ہم کس طرح اللہ کے نبی(صلی اللہ علیہ و سلم) کے حکم کو نظرانداز کریں۔ بہرحال اتوار کی شام کو پورے آسٹریلیا میں جب چاند نظر نہیں آیا تو نبی کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے مہینہ کی گنتی تیس کی گئی۔

یاد رکھیں کہ تیس کا چاند موٹا اور بڑا ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر روز چاند کی عمر میں ۲۴ گھنٹے بڑھ جاتا ہے۔ مثلاً: کسی قمری مہینے کے انیتس تاریخ گزرنے کے بعد شام کو نئے چاند کا غروبِ آفتاب کے فوراً بعد اُفق پر ظہور تو ہے، مگر اس کا درجہ چار یا پانچ ہے، اس کی عمر اٹھارہ گھنٹے ہے اور اُفق پر اس کا ظہور پندرہ بیس منٹ ہے، تو اس صورت میں چاند اُفق پر موجود تو ہے، لیکن اس کی رؤیت کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے، لہٰذا یہ قمری مہینہ تیس دن کا قرار پائے گا۔ اب اگلی شام کو اس چاند کی عمر بیالیس گھنٹے ہو جائے گی، اُفق پر اس کا درجہ بارہ یا اس سے اوپر ہو جائے گا اور اُفق پر اس کا استقرار بھی نسبتاً زیادہ وقت کے لیے ہوگا، مثلاً ایک گھنٹہ اور اس کا حجم بھی بڑا ہوگا، لیکن یہ قطعیّت کے ساتھ پہلی تاریخ کا چاند ہوگا۔

اس مسئلے میں حدیث شریعت کی اصل ہے کہ نئے چاند کا مدار رؤیت پر ہے، اس امر پر نہیں ہے کہ اس کا حجم چھوٹا ہے یا بڑا یا اُفق پر اس کے نظر آنے کا دورانیہ کم ہے یا زیادہ۔ سید المرسلین ﷺ نے پہلے ہی پیش گوئی فرما دی تھی:

شعبی بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قربِ قیامت کی نشانی میں چاند کا بڑا نظر آنا ہے، کبھی ایسا ہوگا کہ نیا چاند کسی رات کو دیکھا جائے گا اور لوگ کہیں گے کہ یہ دوسری تاریخ کا چاند ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 37553) امام طبرانی المعجم الاوسط میں ایک روایت فرماتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

"من اقتراب الساعة أن يرى الهلال قبلا فيقال لليلتين"

یعنی قیامت کی نشانی میں سے یہ ہے کہ نیا چاند اپنے موٹے اور واضح ہونے کی وجہ سے بغیر تلاش کیے فوراً نظر آ جائے گا، تو کہا جائے گا کہ یہ دو راتوں کا ہے! (حال آں کہ وہ دو رات کا نہیں بلکہ اُسی رات کا بالکل نیا چاند ہوگا) (طبرانی، المعجم الأوسط: ۹/۱۴۷)

امام طبرانی المعجم الکبیر میں ایک حدیثِ صحیح روایت فرماتے ہیں:

"من اقتراب الساعة انتفاخ الأهلة، و أن يرى الهلال لليلته فيقال: لليلتين"

قیامت قریب ہونے کی ایک نشانی نئے چاند کا موٹا ہونا بھی ہے. نیز یہ کہ چاند اُسی رات کا ہوگا، پھر بھی کہا جائے گا کہ دو راتوں کا ہے. (جیسا کہ اس عید میں نادان لوگوں نے کہا) (طبرانی، المعجم الکبیر: ۱۰/۱۹۸)

امام مسلم نے تو مسلم شریف میں ایک باب باندھا چاند کے موٹا اور پتلا ہونے کے سلسلے میں کہ چاند کے موٹا اور پتلا ہونے کا کوئی اعتبار نہیں. چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت ابو البختری فرماتے ہیں کہ ہم نے ذات عرق میں رمضان کا چاند دیکھا تو ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف ایک آدمی بھیجا تاکہ وہ چاند کے بارے میں آپ سے پوچھے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے چاند دیکھنے کے لئے بڑھا دیا ہے۔ تو اگر مطلع ابر آلود ہو تو گنتی پوری کرو۔ (صحیح مسلم 1088: کتاب الصوم، باب بیان أنہ لا اعتبار بکبر الھلال وصغرہ)

مشکاۃ المصابیح کی ایک اور روایت میں ہے:

ابو البختری بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرے کے لیے نکلے، جب ہم بطن نخلہ پہونچے تو ہم نے چاند دیکھنے کی کوشش کی، کچھ لوگوں نے چاند دیکھ کر کہا کہ یہ تین دن کا ہے، کچھ نے کہا کہ یہ دو دن کا ہے، پھر ہماری ملاقات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ہوئی، ہم نے عرض کی کہ ہم نے چاند دیکھا تو کوئی اسے تین دن کا کہہ رہا تھا اور کوئی اسے دو دن کا کہہ رہا تھا. حضرت ابن عباس نے پوچھا: تم نے کس دن دیکھا؟
ہم نے کہا: فلاں دن دیکھا. تو آپ نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ نے رویت کے لیے اسے موٹا کر دیا ہے. وہ اسی دن کا ہے جس دن تم نے دیکھا ہے. (مشکاۃ المصابیح ۱۹۸۱)

ایک اور معاملہ جس میں اس سال کمیونٹی میں الجھن پیدا ہوئی، وہ آسٹریلیا کی سرحدوں سے متعلق تھا۔ "مون سائٹنگ آسٹریلیا" ملک کے تمام حصوں سے چاند نظر آنے کی رپورٹیں قبول کرتا ہے، جن میں کرسمس آئی لینڈ اور کوکوس (کیلنگ) آئی لینڈز بھی شامل ہیں، جیسا کہ ماضی میں بھی کیا جاتا رہا ہے۔ ان علاقوں کا جغرافیائی طور پر دور ہونا کوئی مسئلہ نہیں، کیونکہ وہ سرکاری طور پر آسٹریلیا کا حصہ ہیں۔ اگرچہ ان دُور دراز علاقوں سے اکثر اوقات رپورٹیں موصول نہیں ہوتیں کیونکہ وہاں اطلاع دینے والے افراد میسر نہیں ہوتے، لیکن اس مرتبہ خصوصی انتظامات کیے گئے تاکہ معتبر افراد وہاں موجود ہوں اور چاند نظر آنے کی اطلاع دے سکیں۔

آخر میں عرض یہ ہے کہ چاند دیکھنے کے معاملے میں ہمیں نبی کریم ﷺ کی واضح ہدایت پر سختی سے کاربند رہنا چاہیے: قمری مہینے کی ابتدا اور انتہا صرف چاند کے باقاعدہ مشاہدے (رؤیت) پر مبنی ہے، نہ کہ چاند کے سائز پر۔ جیسے چاند کو موٹا دیکھ کر تاریخ کا اندازہ لگانا، نہ صرف سائنسی بنیادوں کے خلاف ہیں بلکہ ہمارے دین کی تعلیمات سے بھی متصادم ہیں۔

تحریر: ڈاکٹر شبیر احمد

ایڈیٹر: مفتی عبدالوھاب حسن

انگریزی سے اردو ترجمہ: مولانا نصیر احمد